وسیلۂ بخشش
ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رضوی صاحب قبلہ
انجمن فیضانِ رضا، کلیان

نام کتاب: **وسیلۂ بخشش**

نتیجۂ فکر: محمد ادریس رضوی

کمپوزنگ: غلام اشرف: رضوی کمپیوٹر جامعہ ہذا۔

صفحات: ۷۸

ناشران: غوث الوریٰ اکیڈمی و انجمن فیضانِ رضا کلیان۔

سال اشاعت: اکتوبر ۲۰۰[illegible]ء

تعداد: ۱۱۰۰ (گیارہ سو)

زیرِ اہتمام: المجمع الازہری، رضا نگر، ولی پیر روڈ، کلیان،

فون نمبر: 2319504 (0251)

ملنے کے پتے:

۱۔ سنی جامع مسجد، پتری پل، کلیان۔ ۴۲۱۳۰۶۔

۲۔ مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ، اندرا نگر والدھونی، کلیان۔

۳۔ جامعہ سنیہ حنفیہ رضویہ، رضا نگر، بیل بازار کلیان۔

۴۔ مکتبہ نوری: میمن مسجد، ولی پیر روڈ کلیان ۴۲۱۳۰۱۔

انتساب: اعلیحضرت امام احمد رضا خان، مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خان

ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمہم اللہ

تصحیح و ترتیب: استاذ الشعراء جناب غلام مرتضےٰ راہی فتحپوری راہی منزل ۱۳۵، بنی فتحپور (یو پی)

نام کتاب: وسیلۂ بخشش (مولانا) محمد ادریس رضوی ایم۔ اے،

ساکن مدلن۔ پوسٹ کرواہولیا سیٹھا چاند پورہ، ضلع دربھنگہ بہار پن ۸۴۷۱۰۲۔

حال مقام: خطیب و امام سنی جامع مسجد۔ پتری پل کلیان پن ۴۲۱۳۰۶،

شائع کردہ: غوث الوریٰ اکیڈمی و انجمن فیضانِ رضا کلیان۔

اظہار پسندیدگی: حضرت علامہ مفتی حسن منظر قدیری

تقریظ جلیل: حضرت مولانا محمد عبد الولی سبحانی

حرف اوّلین: حضرت مولانا الحاج محمد اطہر حسن شیائی

آغاز سخن: حضرت غلام اشرف قادری

اظہار تشکر: حضرت محمد مسعود رضا قادری

عرض ناشر

مجھے بے پناہ خوشی و مسرت ہو رہی ہے کہ ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا محمد ادریس رضوی صاحب نے اپنے گراں قدر قلمی شہ پارہ "وسیلۂ بخشش" لکھ کر ہمارے "انجمن فیضان رضا" کے سپرد کیے، اپنے اس عظیم ادیب اور پیش لفظ، تقریظات و تأثرات لکھنے والے سبھی حضرات کا ادارہ شکر گزار ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی تمام قلم کار کے قلم و ادب میں برکت عطا کرے (آمین)

میں قارئین سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کی درستگی کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے، پھر بھی انسان سے غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ اگر کسی صاحب کو کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو مہربانی کر کے اطلاع کریں، تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی تصحیح کی جا سکے۔ فقط والسلام آپ کا خیر اندیش

محمد جہانگیر اشرف رضوی

ناظم نشرواشاعت و ناظم جامعہ ھذا،

رضا نگر بکلیان، رابطہ: 0251-2319504

(۱) بحر متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

بحر و بر خشک و تر سب میں ہے تو ہی تو

(۲) بحر متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

درد دل سے جو نکلی صدا مرحبا

(۳) بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

اس کے مسکن کا اگر دل کو پتا ل جاتا

(۴) بحر متقارب مثمن اثرم مقبوض محق سالم محق

فعلن فعول فعول فعلن

دل میں تھا تجھ سے کلام کرتا

(۵) بحر ہزج اخرم محذوف اشتر مسدس،

مفعولن فاعلن فعولن

اپنے دل کا حساب کرتا

(۶) بحر رمل مثمن محذوف

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کون ترے رخ سے سرکائے یہاں پردہ ترا

(۷) بحر متقارب مثمن مقبوض محذوف تخنیق

فعلن فعولن فعول فعلن

ہے عشق جانِ قرار میرا

(۸) بحر رجز مثمن مخبون ۔ مقطوع

مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن

دل کو مرے کیا ہے اس نے حلال کیسا

(۹) بحر رمل مثمن مخبون مخذوب مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

جان پر نفس و شیاطیں کا نہ غلبہ ہوتا

(۱۰) بحر ہزج مسدس محذوف الآخر

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

چہک اے دل چہک کے شاد ہوگا

(۱۱) بحر متقارف مثمن محذوف الآخر

فعولن فعولن فعولن فعل

گئی ہے نظر تیری جانب شہا

(۱۲) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

مہک جائے گلشن خیالوں کا یارب

(۱۳) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

نفاست عطا کر مرے دل کو یارب

(۱۴) بحر متقارف ، بحر متدارک

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

عاشقوں کے دلوں میں الم ہے بہت

(۱۵) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

نہ دولت نہ ثروت مدد مانگتا ہوں

(۱۶) بحر ہزج مسدّس محذوف الآخر

مفاعیلن مفاعیلن فعولن

پڑا پردہ اٹھاتا جا رہا ہوں

(۱۷) بحر رجز مثمن مطوی مخبون

مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

کیسے رہے گا دل مرا در پہ ترے بتا کہ یوں

(۱۸) بحر رجز مثمن مطوی مخبون مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن

لعل و گہر کے حسن پر میری نگاہ جائے کیوں

(۱۹) بحر متقارب۔ بحر متدارک فعلن فاع فعولن فعلن

آس و یاس میں کھویا ہوں میں

(۲۰) بحر متقارب۔ بحر متدارک فعلن فعلن فعلن فعلن

جھانکا جب بھی بندہ تن میں

(۲۱) بحر رجز مسدس مطوی مقطوع

مُفتَعِلن مُفتَعِلن مفعولن

عشق مجھے ساز بنائے گا تو

(۲۲) بحر رمل مسدس محذوف الآخر

فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ہر صفت میں میرے رب یکتا ہے تو

(۲۳) بحر متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

ھو ہے تو حق ہے تو اور حاضر ہے تو

(۲۴) بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مرے اس رنگ میں ہرگز نہ کوئی رنگ شامل ہو

(۲۵) بحر متقارب مثمن اثرم مقبوض محق سالم محق

فعلن فعول فعول فعلن

میری خطا کو مٹا دے اللہ

(۲۶) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

تو اپنی محبت کا دیدے خزانہ

(۲۷) بحر متقارب،، بحر متدارک

فعلن فاع فعولن فعلن

کوشش میری عنایت تیری

(۲۸) بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تری حسرت میں دل کو میرے ملتی ہے غذا کیسی

(۲۹) بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دینِ اسلام کی عظمت پہ لبھاتا کوئی

(۳۰) بحر متقارب، بحر متدارک

فاع فعولن فعلن فعلن

عشق میں مجھ کو کامل کردے

(۳۱) بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مرے اللہ مرے دل کو تو اپنا آسرا دیدے

(۳۲) بحر متقارب بحر متدارک

فعل فعولن فعلن فعلن

ایک نہیں وہ سنتا جب سے

(۳۳) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

کرے گر تو مجھ پر کرم چپکے چپکے

(۳۴) بحر ہزج مثمن سالم

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

تری توفیق سے باری تجھے اللہ پکارا ہے

(۳۵) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

ترا فضل واحسان حد سے سوا ہے

(۳۶) بحر رجز مثمن مخبون مقطوع

مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن

میری ادا پہ ایسا ویسا سوال کیا ہے

(۳۷) بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

عشق کے درد کو سینے سے مٹانا کیا ہے

(۳۸) بحر رمل مثمن مخبون محذوف مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

درد دل پر یہ ترا رونا رُلانا کیا ہے

(۳۹) بحر رجز مثمن مخبون مقطوع

مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن

تو ہے یہیں کہیں پر ہاں روبرو نہیں ہے

(۴۰) بحر متقارب مثمن سالم

فعولن فعولن فعولن فعولن

میرے درد و غم کی دوا تو ہی تو ہے

(۴۱) بحر رمل مثمن مخبون مقطوع

فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

میری آنکھوں کو نہیں اُس کی لقا ہوتی ہے

(۴۲) بحر متقارب مثمن محذوف

فعولن فعولن فعولن فعل

تیرے عشق میں دل چہکتا رہے

(۴۳) بحر متقارب مثمن محذوف

فعولن فعولن فعولن فعل

تیری یاد سے دل بہلتا رہے

(۴۴) بحر متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

میرے رب میرے دل کی دوا چاہیے

(۴۵) بحر متدارک مثمن سالم

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

وصلِ گُل کو جگر کا لہو چاہیے

ضربِ ھُوْ

بحر و بر خشک و تر سب میں ہے تو ہی تو، میں بھی دیکھوں تجھے اے مرے خوبرو،

میرا مقصود تو، تو مری جستجو، بالمشافہ میں تجھ سے کروں گفتگو،

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

میرا مالک ہے تو میرا مختار تو تجھ سے ہے میری ناموس کی آبرو

تیری توفیق سے تجھ کو کہتا ہوں ھو پھر نہ کیوں کر کروں میں تیری آرزو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

پیدا کر دے نظر میں مری ایسی خو ہر طرف دیکھوں میں تجھ کو ہی جلوہ زو

رہ کے میں پاک اور صاف اور با وضو ورد کرتا رہوں وحدہٗ وحدہٗ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

دے وہ قوت کہ جب میں اُٹھاؤں قدم دین کے دشمنوں میں رہے دم نہ خم

حمد تیری سنا کے میں دوں ان کو دم تاکہ ٹھہریں نہ کافر میرے روبرو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

میری شہ رگ سے تو ہے زیادہ قریں — پھر مرا دل ہے تیرے لئے کیوں حزیں
کیوں جدائی میں تیری ہوں اندوہ گیں — دل میں بہتی ہے کیسی الم کی یہ جو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

چہچہاتا رہے دل کا بُلبل سدا — اور کہتا رہے تجھ سے تیرا گدا
بخش دے دین کی نعمتیں اے خدا — بھر دے بھر دے کہ خالی ہے میرا سبو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

پیدا کر دے مرے دل میں ایسی نظر — جس سے دیکھا کروں میں نبی کا نگر
جس سے بہتر نہیں اور کوئی گھر — سن لے فریاد تو میری حق سرہٗ

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

ذکر ھو سے ہو مجھ پہ نہاں بھی عیاں — پیدا کر دے مرے دل میں ایسا نشاں
منکشف مجھ پہ ہوجا مرے رازداں — بس ہو وردِ زباں اللہ ھو اللہ ھو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

ہونہ بنجر کبھی میرے دل کی زمیں — تو ہمیشہ رہے میرے دل کے قریں
میری خلوت میں ہو جا تو جلوت نشیں — میں جلایا کروں اپنے دل کا لہو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

جب جھکائے ترے در پہ رضوی جبیں — صاف آئے نظر اس کو لوحِ مبیں
اپنی قسمت کا لکھا پڑھے وہ حزیں — اس کا آغاز و انجام ہو رو برو

اللہ، اللہ، اللہ، اللہ

غُل مچا عرش پر

دردِ دل سے جو نکلی صدا مرحبا — غُل مچا عرش پہ اے گدا مرحبا
کیف و مستی مسرت الم کے نشاں — تجھ سے قائم ہیں اے خوش لقا مرحبا
مرد مومن کو دولت ملی درد کی — اس سے بڑھ کر نہیں ہے عطا مرحبا
درد سے مرتبہ میرے دل کا بڑھا — کیسی پیاری ہے دل کی ادا مرحبا
در پہ محبوب کے جب رسائی ہوئی — مل گئی مجھ کو میری دوا مرحبا
زرزمیں کی ذرا مجھ کو حاجت نہیں — درد کو اور کردے سوا مرحبا
دل سے آئی صدا مانگ رب سے دعا — دل سے نکلے خوشی کا مزا مرحبا
بندگی کا تری تاج جب رکھ لیا — مل گئی دل کو تیری ضیا مرحبا
بس تری جستجو میرا مقصود ہے — چاہیئے مجھ کو تیرا پتا مرحبا
جنگ کرتے رہے مجھ سے وزدلعیں — دل کا سرکا نہ پایا پتا مرحبا
چھوڑ یئے اب تو دنیا کو رضوی میاں — دین کے ہوکے رہیئے ذرا مرحبا

دن رات لگا مل جاتا

اے خدا دل کو اگر تیرا پتا مل جاتا تیرے در پر مجھے سجدے کا مزا مل جاتا

اگر آنسو ہی بہانے سے خدا مل جاتا میں ہمہ وقت اُسے روتا ہوا مل جاتا

نفس کو تن سے بھگانے کا عصا مل جاتا یعنی جینے کا مجھے طور جدا مل جاتا

میں لگاتار اِسی دھن میں لگا مل جاتا مضطرب دل کو اگر میرے خدا مل جاتا

راہِ اُلفت کا مجھے کوئی ثِقہ مل جاتا زندگی میری سنور جاتی خدا مل جاتا

کام میں کرتا بھلائی کا بہا مل جاتا فضل سے اس کے مجھے اس کا ہبہ مل جاتا

روک دیتا میں بُرائی کو صلہ مل جاتا راہ سے بھٹکے ہوئے دل کو خدا مل جاتا

آہ کے راز کا رضوی کو پتا مل جاتا آہ ہی آہ میں دن رات لگا مل جاتا

اللہ نہ صبح و شام کرتا

دل میں تھا تجھ سے کلام کرتا دنیا کا کام حرام کرتا

اپنی نظر میں بسا کے تجھ کو دل جاں و نفس کو رام کرتا

اولاد و آلِ نبی کے صدقے میں ذکر تیرا مدام کرتا

ارماں ہے دل کا تری ثنا میں ہستی میں اپنی تمام کرتا

آتے نبی نہ جہاں میں پیارے اللہ نہ صبح و شام کرتا

مل جاتے طور پہ مجھ کو موسیٰ بڑھ کے میں ان کو سلام کرتا

ملتے نہ راہ میں یوں جو راہی منظوم میں نہ کلام کرتا

جاتا مدینہ جو ہوتا رضوی جا کر نبی کو سلام کرتا

کامل اپنا حساب کرتا

اپنے دل کا حساب کرتا اور وں کو کیوں خطاب کرتا

راضی کرتا خدا کو اپنے مجھ پر کیسے عذاب کرتا

بن کے حاتم جہاں میں رہتا وہ پھر کیسے عذاب کرتا

دنیا پہ دل سے یوں نہ مرتا دل کو اپنے گلاب کرتا

دل کا آئینہ صاف ہوتا دل کو اپنے کباب کرتا

آنکھوں سے اپنی خوں بہا کر کامل اپنا نصاب کرتا

حکمت کے چشمے مجھ میں ہوتے دنیا سے گر حجاب کرتا

اس کی یادوں میں رہتا رضوی
خود کو تو لاجواب کرتا

تجھ سے نہ پاؤں کچھ اگر

کون تیرے رُخ سے سرکائے یہاں پردہ ترا — کس کے دل میں تاب ہے دیکھے جو جلوہ ترا

حرف آخر کی طرح ٹھہرا ہے اس جا میرا دل — کچھ سمجھ میں میری آتا ہی نہیں عقدہ ترا

تیرے عاجز کی زباں پر تیرا اک اک نام ہے — جانتا ہے سارے ناموں سے تجھے بندہ ترا

ہوگا کب مخمور سینہ اس کا تیری یاد سے — مانگتا ہے جام اک در سے ترے شیدا ترا

تیرے در پر بیٹھ کر تجھ سے نہ پائے کچھ اگر — تیرے در سے پھر کدھر جائے شہا بندہ ترا

لگ چکی ہے آگ میرے دل میں تیری چاہ کی — کب ملے گا آہ میری آگ کو چھینٹا ترا

مر کے بھی مرتا نہیں عابد ترا تیرے حضور — دائمی ہوتا ہے اس پر فضل کا سایہ ترا

کیوں میں گھبرا جاؤں دنیا کے ستم سے یا خدا — مجھ کو دیتا ہے سکوں لا تخافو مژدہ ترا

بات اپنے دل کی میں تجھ سے ترے در پر کہوں — یہ کہ میری جان پر ہر دم رہے قبضہ ترا

ہر گھڑی دیتا رہے در پر ترے رضوی صدا — بخش دے اس کی خطا، خاطی ہے یہ بندہ ترا

اچھوں میں کر لے

ہے عشق جان قرار میرا دونوں جہاں میں حصار میرا

ہے عشق باب خمار میرا ہے حُسنِ جانِ نگار میرا

چمکا ہے دل کا دیار میرا روشن ہوا ہے وقار میرا

وہ کر گیا ہے نہال ایسا تکتے ہے عالم شعار میرا

تاریک راہوں میں کام آیا آنکھوں کو میری غبار میرا

میری نظر کے قریب آ کر آنکھوں سے کر لے شکار میرا

ہنستے نہیں ہیں جناب بسمل دیکھا ہے جب سے بخار میرا

میرے گنہ کو نہ دیکھ یا رب اپنوں میں کر لے شمار میرا

نکلی ہے دل سے دعائے رضوی

جائے نہ دل سے نکھار میرا

شراب الفت

دل کو مرے کیا ہے اس نے حلال کیسا پی کر لہو چمکتا ہے مثلِ لال کیسا

مے کا نشہ نہیں ہے یہ ہے شراب الفت ہوں مست اور آتا ہے مجھ پہ حال کیسا

محبوب میرا مجھ کو آئے نظر تو پوچھوں رتبہ بلند کیا ہے دل کا ہے حال کیسا

آواز دے رہے ہو دنیا جہاں کو کب سے سر کو جھکا کے دیکھوتا ہے مال کیسا

پڑھ کر نکل گئے ہیں مسجد سے سب نمازیں سوچا نہیں کسی نے دل کا ہے حال کیسا

الفت لگن سے کرتا تو دل پسند سجدے رحمت نثار ہوتی ہوتا نہال کیسا

اُس کی نظر کو جو بھی منظور ہو گیا ہے دنیا میں ہو گیا ہے وہ با کمال کیسا

اس کی لگن میں چھوڑا منصور نے جہاں کو گرمیِ عشق سے پھر آیا ابال کیسا

عشق خدا میں سرمد کو جب ملی شہادت پی کر ثنا کا ساغر آیا جلال کیسا

کوئی بلا میں گھر کر کوئی ہے غم میں کہتا محبوب میرے دیکھو ہوں خستہ حال کیسا

اے عندلیب گلشن ہشیار ہو کے چلنا قدموں میں دیکھ تیرے رکھا ہے جال کیسا

قادر قدیر و قائم مُعطی غنی کے ہوتے دل میں ترے اے بسمل آیا خیال کیسا

آنکھوں میں اشک بھر کر سر کو جھکا کے رضوی

مانگو خدا سے دیکھو ملتا ہے مال کیسا

روح سے سجدہ ہوتا

جان پر نفس و شیاطیں کا نہ غلبہ ہوتا — ہر طرف میرے، ترے نور کا جلوہ ہوتا

جانِ رحمت کی اطاعت کا خزانہ ہوتا — جان و دل ہوش و خرد، روح[1] سے سجدہ ہوتا

چھوڑ کر سب کو تری یاد میں بیٹھا ہوتا — بند آنکھوں سے ترے نور کو دیکھا ہوتا

با ادب دل کو جھکانے کا سلیقہ ہوتا — میری آنکھوں میں ترے نور کا ہالہ ہوتا

دینِ اسلام پہ چلنے کا ارادہ ہوتا — ہر مسلمان ترے گھر کا دوانہ ہوتا

اپنے اسلاف کی باتوں سے سنوارا ہوتا — عہد تو میرے خیالوں پہ نہ ہنستا ہوتا

ہر بلا اور مصیبت کو لگاتا دل سے — تیری رحمت کا مری ذات پہ سایا ہوتا

دل میں کیا راز چھپایا ہے نبی آدم کے — اپنے عاجز کو کبھی تم نے بتایا ہوتا

دیں کی باتوں میں خیالوں کو لگاتا رضوی

نفس پر اس کے اگر روح کا غلبہ ہوتا

[1] یہ ترکیب اعلحضرت کی ہے، رضوی۔

چمن آباد ہوگا

چہک اے دل چہک کے شاد ہوگا — نظر میں اس کی زندہ باد ہوگا

کہے گا جب تو اپنے لب سے اللہ — اُدھر سے مرحبا ارشاد ہوگا

فنا فی اللہ کردے اپنی ہستی — ترے دم سے چمن آباد ہوگا

لئے جارات دن تو نامِ اکبر — یقیناً ایک دن استاد ہوگا

اگر تجھ کو زیادہ غم ملے ہیں — تو تجھ پر فضل بھی ایزاد ہوگا

نہ ہو مایوس تو اس کے کرم سے — کبھی وہ مائل امداد ہوگا

سمجھ ایماں کی قوت کو ناداں — نہیں تیشہ تو کیا فرہاد ہوگا

ترے رب کا کرم ہے تجھ پہ رضوی

ترا ظن نقص سے آزاد ہوگا

تیرے حکم کی تعمیل ہو

لگی ہے نظر تیری جانب شہا ۔۔۔ بنالے مجھے اپنا طالب شہا
نگاہِ کرم اس طرف بھی کبھی ۔۔۔ کہ بندہ گنہ سے ہو تائب شہا
بنا کر گدا در پہ رکھ لے مجھے ۔۔۔ چمک جاؤں میں مثل ثاقب شہا
ترے حکم کی مجھ سے تعمیل ہو ۔۔۔ تری دُھن رہے دل میں حاجب شہا
یقیں ہے کہ چمکے گی قسمت مری ۔۔۔ نہیں ہوں ترے در سے خائب شہا
عدو کی عداوت سے محفوظ رکھ ۔۔۔ کہ بندے کا تو ہی ہے راقب شہا
کروں دل کی باتیں تو تجھ سے کروں ۔۔۔ تو کردے مرے دل کو راغب شہا
تیری راہ میں جان قرباں کرو ۔۔۔ رہے دل میں خواہش یہ غالب شہا
گنہ گار رضوی پہ کردے کرم ۔۔۔ کہ ہو جائے دل اس کا جاذب شہا

مریخ پر بنے گا

مہک جائے گلشن خیالوں کا یارب ۔۔۔ رہے شوق دل میں نمازوں کا یارب
تو ہی سب کا خالق تو ہی سب کا مالک ۔۔۔ تجھی سے بھلا ہے جہانوں کا یارب
چمک چاند سورج کی تجھ سے ہے قائم ۔۔۔ تو ہی آسرا ہے گداؤں کا یارب
نبی ﷺ کی محبت کو دل سے نکالا ۔۔۔ نیا ہے طریقہ لعینوں کا یارب
سبق عشق کا پھر سے پڑھنا پڑے گا ۔۔۔ کہ خالی ہے میداں جہادوں کا یارب
سبھی کی زباں پر ہیں باتیں ہی باتیں ۔۔۔ کسے غم ہے دیں کے نگاسوں کا یارب
ستاتی رلاتی دکھاتی ہیں آنکھیں ۔۔۔ ہدف ہوں میں غم کی گھٹاؤں کا یارب
نشہ سب خزاں کا ہرن ہو گیا ہے ۔۔۔ سُنا شور جب سے بہاروں کا یارب
قمر اور مریخ پر اب بنے گا ۔۔۔ محل زیرکوں کے جوانوں کا یارب
جو توفیق رضوی کو دے تو نہ چھوڑے ۔۔۔ وہ دامن نبی کے نگاسوں کا یارب

بُلا اپنے در پر

نفاست عطا کر مرے دل کو یارب　　چلا راہِ حق پر مرے دل کو یارب

ہے کچھ تو مرے خاک کے پیرہن میں　　بصیرت عطا کر مرے دل کو یارب

مری بندگی پر کرم کی ہو بارش　　بنا اور بہتر مرے دل کو یارب

فنا اور بقا کے تجسس میں گم ہے　　دکھا دے وہ منظر مرے دل کو یارب

محبت زمانے کی نا کام ٹھہری　　بُلا اپنے در پر مرے دل کو یارب

مکاں اک مکیں دو کبھی ہاں کبھی نا　　چلا راہِ ہاں پر مرے دل کو یارب

بنا کر گدا اپنے در پر بٹھا لے　　پھرا یوں نہ در در مرے دل کو یارب

کلی کی زباں پر ترانہ ہے تیرا　　وہی سُر عطا کر مرے دل کو یارب

خطا کی کثافت میں دل جا پڑا ہے　　چلا راستے پر مرے دل کو یارب

نہ بھولے سبق نزع میں ہُو کا رضوی　　بھروسہ ہے تجھ پر مرے دل کو یارب

فضل و کرم ہے بہت

عاشقوں کے دلوں میں الم ہے بہت　　عشق کی راہ میں پیچ و خم ہے بہت

تیری دنیا سے بچ کر میں جاؤں کہاں　　تیری دنیا کی چالوں میں دم ہے بہت

راہِ عقبیٰ پہ چلنے کی فرصت نہیں　　تیرے بندوں کو دنیا کا غم ہے بہت

تیری یادوں سے دل کو سجاؤں مگر　　جان و دل کو لبھائے صنم ہے بہت

رحم کھاتا نہیں ہے غریبوں پہ اب　　پاس جس کے بھی دام و درم ہے بہت

تیرے سجدوں سے روشن ہے جس کی جبیں　　وہ نگہ میں تری محترم ہے بہت

شکر جتنا کرے تیرا کافی نہیں　　تیرا رضوی پہ فضل و کرم ہے بہت

پھلے باغِ ایماں

نہ دولت نہ ثروت مدد مانگتا ہوں — ترے در سے تجھ کو احد مانگتا ہوں

ثنا کا وفا کا جسد مانگتا ہوں — محبت نبی کی صمد مانگتا ہوں

نہ ایں کی نہ آں کی رسد مانگتا ہوں — نبی کی زمیں پر لحد مانگتا ہوں

زباں وا ہو دل کی سند مانگتا ہوں — تجھے ہی تجھے تا ابد مانگتا ہوں

ہو مدحت تری وہ کہد مانگتا ہوں — ہو دل میں اثر وہ زہد مانگتا ہوں

خوشی ناطرب کے مہد مانگتا ہوں — ثنا تیری لب پہ بحد مانگتا ہوں

حمایت سے تیری مد مانگتا ہوں — طفیل محمد ﷺ خرد مانگتا ہوں

بے رضوی تیری مدد مانگتا ہوں — پھلے باغ ایماں سند مانگتا ہوں

تڑپ اس کی محبت میں

پڑا پردہ ہٹاتا جا رہا ہوں — یہ میں دل کو بتاتا جا رہا ہوں

کبھی خالی نہ کرنا اس کا آنگن — سبق دل کو پڑھاتا جا رہا ہوں

نظر جب بھی اُٹھے تو اس کی جانب — قسم دل کو کھلاتا جا رہا ہوں

کبھی دل میرا اس کا در نہ چھوڑے — ادا ایسی سکھاتا جا رہا ہوں

جھکے گا سر تو بس اس کے لئے ہی — محبت سے بتاتا جا رہا ہوں

ملے گا تجھ کو وہ اک دن ملے گا — یقیں دل کو دلاتا جا رہا ہوں

مرے دل کو لگا ہے ذوق جس کا — اسی رہ پہ چلاتا جا رہا ہوں

تڑپ اس کی محبت میں تو اے دل — ہنر ایسا سکھاتا جا رہا ہوں

حسین فتنے کو تم دل سے نکالو — یہی تم سے میں بتاتا جا رہا ہوں

جو دنیا کے لئے ہے مرے دل میں — میں اس غم کو مٹاتا جا رہا ہوں

ملے گا عہدہ تجھ کو بعد مُردن — یہی نعرہ لگاتا جا رہا ہوں

نہ ہو مغموم اس حالت پہ رضوی — گنہ تیرا مٹاتا جا رہا ہوں

عشق میں جلتے ہیں

کیسے رہے گا دل مرا در پہ ترے بتا کہ یوں　　اپنی لگن لگا کے تو دل کو مرے دکھا کہ یوں

دل پہ مرے تو فضل کی ایسی ہوا چلا کہ یوں　　کرتا رہوں تری ثنا ہو کے ترا فدا کہ یوں

کرتا رہوں دعا ترے در پہ میں یا خدا کہ یوں　　چھوٹے نہ در ترا کبھی ایسی لگن لگا کہ یوں

دنیا کی فکر سے رہوں دور میں یا خدا کہ یوں　　دیکھوں کبھی نہ غم کا منہ ایسا مجھے بنا کہ یوں

شکر ادا کروں ترا دل کو خوشی سنا کہ یوں　　کھلتا ہے کیسے دل کا گل دل کو مرے دکھا کہ یوں

بندہ ترا میں ہو کے بھی در پہ ترے رہوں پڑا　　جس کو مری خبر نہ ہو ایسی دوا پلا کہ یوں

عشق میں ترے کس طرح جلتے ہیں عاشقوں کے دل　　آگ وہی لگا کے تو دل کو مرے جلا کہ یوں

دکھ میں گھرا ہے کب سے رضوی لے خبر تو یا قوی

چین سکون دے کے تو غم سے اسے چھڑا کہ یوں

تجھ سے لَو لگائے ہیں

لعل و گُہر کے حُسن پر میری نگاہ جائے کیوں　　وہ حسن میں تری لگا ہے دل حسینوں کی نگاہ ئے کیوں

خاک کے گھر کو پاک کر کے تو رہے اگر سدا　　بات اِدھر اُدھر کی پھر اس میں جگہ بنائے کیوں

دل میں بسا کے میں تجھے کرتا رہوں تری ثنا　　تری جہت سے دل مرا کوئی کہیں پھرائے کیوں

اپنا بنا کے اپنے در پر تو بٹھا لے مجھ کو گر　　اور کسی کے در پہ پھر تیرا فقیر جائے کیوں

تیرے کرم کا کھاتے ہیں تیرے کرم کا پیتے ہیں　　تجھ سے ہی لو لگائے ہیں کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

تیری سخا پہ پلتے ہیں تیری عطا سے پاتے ہیں　　دنیا کی جھوٹی شان پھر کوئی ہمیں لبھائے کیوں

تجھ سے ہے باقی میری ذات موت و حیات تیرے ہاتھ　　دھوکے میں لے کے آ کوئی ہستی مری مٹائے کیوں

تیری رضا پہ میں رہوں تیری سخا پہ میں پلوں　　کرتا رہوں یہی دعا کوئی مجھے چھڑائے کیوں

سارا جہاں ہے تیرا خلق ہماری زمیں ہے تیرا ملک　　تیری زمیں پہ رہتے ہیں کوئی ہمیں ستائے کیوں

دل میں ہے تو نظر میں تو، فکر میں تو دہن میں تو　　دل کو ملے اگر تو پھر شور یہ دل مچائے کیوں

دشت و جبل میں تو ہی تو شمس و قمر میں تو ہی تو　　ارض و سما میں پھر کسی کو تو نظر نہ آئے کیوں

وقت اجل مری زباں کرتی رہے تری ثنا　　ایسی ملے زباں تو پھر دل میں خوشی نہ آئے کیوں

سر میں رہے تیری لگن دل میں رہے تری چبھن　　کرتا رہے تری ثنا رضوی کہیں پہ جائے کیوں

اپنے دل سے کہتا ہوں

آس و پاس میں کھویا ہوں میں — کچھ اُبھرا کچھ ڈوبا ہوں میں
میرے دل میں جھانک کے دیکھو — سجا کے کیا کیا رکھا ہوں میں
اُس سے اُس کو پا لینے کا — جتن بہت کچھ کرتا ہوں میں
خاروں میں کھلتے پھولوں سے — ہنس کر جینا سیکھا ہوں میں
اُس کو دل دینے والوں کو — غم میں بھی خوش پاتا ہوں میں
اُس کے نام پہ مرنا سیکھو — صدق دل سے کہتا ہوں میں
سُنے گا کب وہ میری باتیں — شکوہ تجھ سے کرتا ہوں میں
چھوڑی ہر خواہش تب اس سے — کچھ حاصل کر پایا ہوں میں
جو بندہ چھپ کر بیٹھا ہے — اس کے در کا پالا ہوں میں
بس جا رضوی کے دل میں بھی — اپنے دل سے کہتا ہوں میں

شکلِ محبت

جھانکا جب بھی بندہ تن میں — کھلا نیا اک عقدہ تن میں
دیکھ کے حیرت کو حیرت ہے — نفس کا ایسا جذبہ تن ہیں
بڑھ بڑھ کر میں دیکھ رہا ہوں — کدھر ہے حرص کا جلوہ تن میں
سر میں ڈھونڈا دل میں ڈھونڈا — نہیں۔ کسی کا سودا تن میں
دل میں بیٹھے چور کو ڈھونڈا — ملا نہ اس کا بُجرہ تن میں
مرے گھر میں سب رہتے ہیں — چھپ کر میرے طرف تن میں
اس ظالم کو کیسے پکڑوں — ہے نفس امارہ تن میں
میں بھی دیکھو شکلِ محبت — رکھتی ہے جو غلبہ تن میں
خاک کا پتلا دیکھ سکے تو — چھپا ہے رب کا نکتہ تن میں
چل رضوی تو کیا دیکھے گا — چھپا بہت ہے کھلا تن میں

حمد خدا لکھتا ہوں

عشق مجھے ساز بنائے گا تو
قید سلاسل میں رُلائے گا تو

آہ نکلتی ہے کہاں سے کیسے
پھول یہ سب مجھ کو بتائے گا تو

تجھ سے مری ذات جدا رہتی ہے
ظلم مجھے کیسے ستائے گا تو

نعت نبی حمدِ خدا لکھتا ہوں
کیسے سقر مجھ کو جلائے گا تو

موج بلا درد و الم سے میرا
میرے خدا رتبہ بڑھائے گا تو

پھول کلی جام و سُبو کے شیدا
عشق کو بدنام کرائے گا تو

آگ لگی دل میں کہیں تو کیسے
میرے سوا راز بتائے گا تو

فکر خریدار رہے گی تیری
سوز ذرا اور بڑھائے گا تو

دکھ سے مرا ربط بنائے رکھنا
مثل حنا رنگ دکھائے گا تو

قدر تری کون کرے محفل میں
راہِ وفا سب کو دکھائے گا تو

مشقِ سخن اور کرے گا رضوؔی
رنگ جدا سب سے بنائے گا تو

لاج رکھ لے

ہر صفت میں میرے رب یکتا ہے تو
میرے حاکم لم یلد تنہا ہے تو

ہر گنہ کو میرے دھو سکتا ہے تو
رحمتوں کا موجزن دریا ہے تو

تو ہے مومن تو مہیمن یا خدا
تیری مدحت سب کریں اعلیٰ ہے تو

تیرے در پہ سر جھکا کر ہر بشر
تجھ کو کہتا ہے مرا آقا ہے تو

دل سے بندے نے پکارا تجھ کو جب
سُن لیا تو نے کہ سب سنتا ہے تو

در پہ تیرے آئے تھے سب خالی ہاتھ
تو نے جھولی بھر دیا داتا ہے تو

لاج رکھ لے اپنے عاصی کی شہا
ہے کھڑا در پہ ترے مولیٰ ہے تو

نفس ظالم کو ہٹادے راہ سے
سُن لے تو میری کہ سب سنتا ہے تو

حکم تیرا سب پہ نافذ ہے سدا
فیصلہ انصاف سے کرتا ہے تو

حال دل رضوؔی سناتا ہے تجھے
بخش دے اس کی خطا مولیٰ ہے تو

تجھ کو ڈھونڈے کہاں

حمد ہے تو حق ہے تو اور حاضر ہے تو — سب کا رزاق ہے تو سب پہ قادر ہے تو
رب تری شان کیا کیا کروں میں بیاں — مالکِ مُلک تو اور عامر ہے تو
ہائے میری نظر تجھ کو ڈھونڈے کہاں — مجھ سے مستور رہ کر بھی حاضر ہے تو
فضل ہوگا ترا خاص کس پر کہاں — بندہ جانے یہ کیا سب کا ذاہر ہے تو
تیرا ثانی نہیں ہے جہاں میں کوئی — میرا خالق ہے تو میرا کاسر ہے تو
نعمتیں بے بہا تو نے کی ہے عطا — شکر تیرا کروں رب کہ طاہر ہے تو
جس کو چاہا کیا تو نے بے حد عطا — اپنی حکمت میں یکتا و ماہر ہے تو
میں عدو میں کہوں کیا ترے نام کو — ہر نفس میں کہوں میرا فاطر ہے تو
تیرے در پہ رہوں شکر تیرا کروں — اور پڑھتا رہوں میرا ناصر ہے تو
قلب رضوی کو ایماں سے بھر دے خدا — تجھ میں قدرت ہے لا ریب قادر ہے تو

نشہ اپنا چڑھا

مرے اس رنگ میں ہرگز نہ کوئی رنگ شامل ہو — گنہ میں دل، نظر، منشا، نہ کوئی انگ شامل ہو
قدم کے ساتھ دل بھی ہو نظر بھی ہو ترے در پر — پکاروں دل سے تجھ کو دل میں ناپاسنگ شامل ہو
نظر سے دیکھ کر چلتا رہوں اپنی روش پر میں — نظر میں خار کوئی راہ میں نے سنگ شامل ہو
جدا کر دے مجھے دنیا کہ اس تانے وبانے سے — غرض دکھوں کی سے میں نہ دل میں زنگ شامل ہو
رہے نا ہوش اپنا، نے نظر اپنی، نہ دل اپنا — ترا قبضہ رہے سب پر نہ دل میں تنگ شامل ہو
اڑا دے رنگ باطل کو نشہ اپنا چڑھا مجھ پر — پلا دے جام الفت کا کہ دل میں ڈھنگ شامل ہو
فنا کر کے بقا دیدے مرے دل کی دوا کر دے — تری رٹ کے سوا کوئی نہ دل میں چنگ شامل ہو
بنا بہکے ہوئے پیتا رہے وہ جام جو رضوی — پلا دے ایسی مے جس میں نہ کوئی ننگ شامل ہو

پیاس بجھادے

میری خطا کو مٹا دے اللہ　　دنیا سے دل کو ہٹا دے اللہ

دولت نہ زر نہ گہر دے مجھ کو　　دل خوش رہے وہ دوا دے اللہ

تیرے کرم پہ نظر لگی ہے　　مجھ کو مدینہ دکھادے اللہ

دنیا سے مجھ کو الگ ہٹا کر　　اپنی لگن میں لگا دے اللہ

ہر رنج و غم کو بھلا دوں دل سے　　مجھ کو تو ایسا بنا دے اللہ

دل کو شفا دے سکوں دے مجھ کو　　میری دعا کو برا دے اللہ

ظالم جو تیغ لئے کھڑے ہیں　　مومن کی رہ سے ہٹا دے اللہ

الفت کا جام پلا دے مجھ کو　　دل کی تو پیاس بجھا دے اللہ

حاتم کو تو نے سخی بنایا　　مومن مجھے تو بنا دے اللہ

رضوی کی آنکھ کو پاک کر کے　　جلوہ تو اپنا بسا دے اللہ

رہوں تیری دھن میں

تو اپنی محبت کا دیدے خزانہ　　بنے بندہ عاصی بھی تیرا دیوانہ

زباں میں فصاحت مرے دیدے ایسی　　سنیں شوق سے لوگ تیرا ترانہ

رہوں تیری دھن میں پڑھوں تیرا نغمہ　　کہے مجھکو دیوانہ سارا زمانہ

جو ہیں ہر طرح سے ترے خاص بندے　　بنے ہیں وہ تیر ستم کا نشانہ

نہیں سننے والا سوا تیرے کوئی　　بڑا تلخ ہے زندگی کا فسانہ

جو غربت میں جھکتا رہا تیرے آگے　　وہ بندہ بنا ترا جگ میں یگانہ

منافق کی خصلت نے اکثر بتایا　　ہے اسلام سے اس کا کینہ پرانہ

گناہوں کو میرے مٹانے کی خاطر　　عنایت تیری ڈھونڈتی ہے بہانہ

گہر بن کے جائیں گی رضوی دعائیں　　پڑھوگے اگر دل سے اس کا ترانہ

جان کہاں رہتی ہے

کوشش میری عنایت تیری دل میں میرے لطافت تیری
ہو جاؤں یاقوت زمرّد پا جاؤں جو علامت تیری
مر جائے گا نفس کا جذبہ ہو جائے جو اشارت تیری
جان کو بس اتنا سمجھا ہوں میرے پاس امانت تیری
دل کی لگن کو تو جانے ہے دل ہے یا کہ عمارت تیری
منزل منزل میں جاؤں گا ہو جائے جو اجازت تیری
خاک میں تیری ملتا رہوں گا جب تک ملے علامت تیری
نہاں عیاں پر قبضہ تیرا پائی کس نے اقامت تیری
کس کس کا میں نام گناؤں دنیا بھر کو حاجت تیری
اور کسی کو دیکھا جائے چمکے اور جلالت تیری
بحر و بر اور خشک و تر سب دیتے آئے شہادت تیری
تن میں جان کہاں رہتی ہے حیراں کرتی حکمت تیری
بے جان لہروں میں طغیانی صاف ہے ان سے قدرت تیری
ان کو بھی روزی ملتی ہے خلا میں جو ہے خلقت تیری
گنہ کے سب دھبے مٹ جائیں ہو جائے جو رحمت تیری
ملی ہے جو جو مجھے نصیحت در پردہ ہے عنایت تیری
اپنا خاص الخاص بنالے ہو دن رات حمایت تیری
بھول نہ رضوی کبھی اسے تو اس سے ہے سب عزت تیری

کروں تجھ سے دعا کیسی

تری حسرت میں دل کو میرے ملتی ہے غذا کیسی
کرم سے تیرے رحمت کی یہ ملتی ہے عطا کیسی

فنا کے بعد ملتی ہے بقا باللہ کی منزل
تجھے معلوم ہے دل اس میں ہوتی ہے ضیا کیسی

تری چاہت تری خواہش تری الفت محبت میں
مرے پیارے مرے دل سے نکلتی ہے صدا کیسی

عنایت نے قسم کھائی ہے مجھکو اب مٹانے کی
محبت میں مری ہستی پہ ہوتی ہے سخا کیسی

مزے سے سو رہا تھا عیش و عشرت کی ردا تانے
گھرا جب رنج میں دل میرا کرتا ہے ثنا کیسی

خوشی کا جام پینے میں مگن تھا دل زمانے سے
الم کو دیکھ کر کہتا ہے آئی ہے بلا کیسی

اشارے سے بلا کر میکدہ میں میرے ساقی نے
پلایا جام ایسا مل گئی دل کو جلا کیسی

نہ دل میں سوزِ غم ہوتا نہ آنکھوں سے ندی بہتی
نہیں آتا سمجھ میں ہو گئی مجھ سے خطا کیسی

نہ آؤ گے تو گل کی جان جائے گی بیاباں میں
فغاں کر کے کہے گی آ گئی سر پر قضا کیسی

سکوں میں دکھ میں یارن میں دکھاؤ گے لقا اپنی
کہو مجھ سے مرے پیارے کروں تجھ سے دعا کیسی

سما کا رنگ کہتا ہے بنیں گے کام رضوی کے
ترے دل کی صدا پر رنگ لائی ہے عطا کیسی

تجھ سے ملاتا کوئی

دین اسلام کی عظمت پہ لبھاتا کوئی
دین سے ہٹ کے کہیں اور نہ جاتا کوئی

تیری چوکھٹ پہ نگاہوں کو جمائے رکھتا
تجھ میں گم ہونے کے اسرار بتاتا کوئی

تیری قدرت کے کرشموں میں نظر کھو جاتی
میری آنکھوں پہ پڑا پردہ اٹھاتا کوئی

شان وشوکت سے غرض کیا ہے تیرے عاشق کو
اس کو دنیا سے نہیں تجھ سے ملاتا کوئی

مال و زر، زن و زمیں کے ہیں ہزاروں عاشق
چھوڑ کر سب کو تری راہ میں آتا کوئی

مر کے جیتے ہیں تری راہ میں مرنے والے
ایسا مرنے کا مجھے جام پلاتا کوئی

دل کے مرکز پہ ٹھہر جاتی نگاہیں اپنی
میری آنکھوں کو سبق ایسا پڑھاتا کوئی

عشق کے سوز میں جلنا ہی مقدر ہوتا
ایسی اک آگ مرے دل میں لگاتا کوئی

فصلِ گل رنگِ حنا اور بہاروں پہ ہیں
جسم و جاں جن کے فدا ان کو ہٹاتا کوئی

دل کی تختی پہ میں ہر وقت محمد ﷺ لکھتا
عشق کا خامہ مرے ہاتھ جو آتا کوئی

لکھ دیا تیری محبت کا ترانہ میں نے
میرے ایماں کے ترانہ کو سناتا کوئی

سن کے فریاد مری بول پڑی جاں میری
غیب سے آ کے تجھے رب سے ملاتا کوئی

اس کے سجدے میں جو اک بار میں گرتا رضوی
ایسے سجدے سے مجھے پھر نہ اٹھاتا کوئی

تیری دُھن ہو

عشق میں مجھ کو کامل کردے
اللہ مجھ کو عاقل کر دے

سوتے جاگتے تیری دُھن ہو
ایسا مجھ کو شاغل کر دے

اے رب دل میں تو ایسا بس جا
سب سے مجھ کو غافل کر دے

میں جو مانگوں تجھ سے مانگوں
ایسا مجھ کو سائل کردے

میں جب بھی بولوں حق بولوں
حق کا مجھ کو حامل کر دے

مجھ کو خیر کا دے کر اک جام
مجھ سے شر کو زائل کر دے

میں جب دیکھوں تجھکو دیکھوں
آنکھ میں وہ خو داخل کردے

حق کو غالب کر باطل پر
سوء کو یکسر زائل کر دے

عام نہ سمجھے خود کو رضوی
خاص میں اس کو شامل کردے

دل کو ضیا دیدے

مرے اللہ مرے دل کو اپنا آسرا دیدے — کرم سے اپنے تو میری قناعت کو بقا دیدے

عبادت میں مرے دل کو لذت کی عطا دیدے — میری آنکھوں کو یارب دید کی اپنی لقا دیدے

تجھے چاہوں، تجھے پاؤں، مجھے اپنی ولا دیدے — پہنچ جاؤں میں منزل پر مجھے اپنی رضا دیدے

تو ہی تو ہو مرے دل میں مجھے ایسی نوا دیدے — مرے دل کی صدا کو تو سلیقے کی ادا دیدے

مٹا دے میرے لتارہ کو جو، ایسی دوا دیدے — نہ جاؤں پھر کبھی ظلمت میں تو کامل شفا دیدے

ملے گا مجھ کو تو کس راہ سے اس کا پتا دیدے — پہنچ جاؤں مَیں تیرے قرب کو ایسی فنا دیدے

محمد مصطفےٰ کے واسطے دل کو ضیا دیدے — طفیلِ آلِ احمد مجھ کو اچھا سا صلا دیدے

مجھے اپنے کرم سے عشق احمد کا نشہ دیدے — محمد ﷺ کی محبت کے محبوں کی ادا دیدے

خطا سرزد نہ بے شرمی کی ہو ایسی حیا دیدے — نہ نکلوں مَیں تری حد سے مجھے ایسی ردا دیدے

مگن تیرے خیالوں میں رہے رضوؔی مزا دیدے

بچا لے نفس سے ایماں کو ایسا عصا دیدے

دنیا ہی دنیا ہے

ایک نہیں وہ سنتا جب سے — اک صورت چاہا جب سے

شعلہ کو شبنم کہتا ہوں — چہرہ اس کا دیکھا جب سے

دلبر اس نے مانا اس کو — اپنی ہستی بھولا جب سے

دل کی آہ یہی کہتی ہے — پایا اس کو جاگا جب سے

صبر و قناعت ضبط و تحمل — دل کی حقیقت جانا جب سے

اپنے دشمن آپ ہوئے ہم — مسلکِ عابد چھوڑا جب سے

چلمن میں اک دنیا پائی — جھانک کے دل میں دیکھا جب سے

سب کچھ دنیا ہی دنیا ہے — زر سے رشتہ جوڑا جب سے

لگتی ہے قیمت رضوؔی کی — کوچۂ نوریؔ جانا جب سے

دامن نبی ﷺ کا

کرے گر تو مجھ پر کرم چپکے چپکے　　نظر سے میں دیکھوں حرم چپکے چپکے

میں جاؤں عجم سے مدینے میں یارب　　زمیں پر میں دیکھوں ارم چپکے چپکے

تن سے نکل کر بقا پر چلوں میں　　دکھا دو رہِ منصرم چپکے چپکے

پکڑ لوں قیامت میں دامن نبی ﷺ کا　　کہ رہ جائے میرا بھرم چپکے چپکے

خدا بھی ملے گا نبی ﷺ بھی ملیں گے　　بنا دل کو تو محترم چپکے چپکے

پہنچ جائے رضوی مدینے میں یارب　　عطا ہو جو دام و درم چپکے چپکے

تجھی کو حمد ہے

تری توفیق سے باری تجھے اللہ پکارا ہے　　ولی کہکر مرے ہادی تجھے اللہ پکارا ہے

ہے بلبل کی چہک میں تو، چمن کی ہے مہک میں تو　　ہے اُس میں اِس میں تو باقی تجھے اللہ پکارا ہے

سفر میں تو، حجر میں تو، شجر میں تو　　ہے سب میں تو ہی تو حاوی تجھے اللہ پکارا ہے

تو شہ رگ سے قریں بھی ہے نظر سے دور بھی ہے تو،　　ملے گا کس کو تو وافی تجھے اللہ پکارا ہے

جنوں جب بڑھ گیا فرعون کا بولا خدا میں ہوں　　پکارا نیل سے والی تجھے اللہ پکارا ہے

بالآخر کہہ اٹھے دانش ورانِ عہدِ حاضر سب　　تجھی کو حمد ہے کافی تجھے اللہ پکارا ہے

ترے در پر ہے خم رضوی کا سر یوں خم رہے ہر دم　　کہ تو ناصر ہے تو حامی تجھے اللہ پکارا ہے

ظالم الم کی ہوا ہے

ترا فضل و احسان حد سے سوا ہے جہاں میں تو ہی تو اے میرے خدا ہے

غریبوں فقیروں گداؤں کے والی نوازش تری اور حکمت جدا ہے

سسکتے بلکتے دلوں کی تو سُن لے بہاتا ترے در پہ آنسوں گدا ہے

لئے جارہی ہے خوشی کا اثاثہ بڑی سخت ظالم الم کی ہوا ہے

مسرت کی دولت ملے گی کہاں سے سبق عشق کا بندہ بھولا ہوا ہے

مَلیں اپنے ہاتھوں کو دشمن نبی کے خدا کا کرم عاشقوں پر ہوا ہے

مقدر کی باتوں پہ کر لو یقیں تم یہ قانون قدرت کے ہاتھوں بنا ہے

ڈگر عشق کی چھوڑ دیں کیسے یاروں اسی راہ سے کام اپنا بنا ہے

چلا جب سے اس کے اشارے پہ رضوؔی بلا خوف چلتا چلا جا رہا ہے

آؤ نہ میری صف میں

میری ادا پہ ایسا ویسا سوال کیا ہے خود سے سوال کرتا ہوں تو وبال کیا ہے

جل کر فراق میں دل میرا کباب ہے اب یاروں کے دل میں لیکن اس کا ملال کیا ہے

گنتے گناہ میرے ملتا ثواب مجھ کو پھر پوچھتے کہ اس میں تیرا کمال کیا ہے

مجھ پر عتاب کرکے وہ پوچھتا ہے مجھ سے کیسی ہے تیری صورت اور دل کا حال کیا ہے

اس کی گلی میں آکر پایا سکون دل نے خوش بختی یہ نہیں تو پھر نیک فال کیا ہے

دھو کر گناہ اپنے ہوتا نثار اس پر پھر دیکھتا میں اپنے دل کا جمال کیا ہے

مژدہ ہزار اس نے دل کو مرے سنایا کچھ اور مانگتا میں، میری مجال کیا ہے

مستور وہ نہیں ہے مخمور میں نہیں ہوں قسمت کا اس سے بڑھ کر میرے زوال کیا ہے

معصوم ہو فرشتو آؤ نہ میری صف میں تم کو خبر نہیں ہے دل کی صدا کیا ہے

فردوس اس کا اور وہ میرا رفیق جاں ہے اب اس کے گھر میں جانا میرا محال کیا ہے

کرتے رہیں دعائیں ملے گی اس کی رحمت میرا تو ہے، عقیدہ تیرا خیال کیا ہے

ملت سبب کی رضوؔی دریادلی نہیں ہے وہ ہے رفیق میرا اس کی مثال کیا ہے

تیرا یہ بکنا کیا ہے

عشق کے درد کو سینے سے مٹانا کیا ہے　　درد کی جا پہ مسرّت کو بٹھانا کیا ہے

تیری عظمت کے سوا اور پہ مرنا کیا ہے　　پی کے الفت کا نشہ ہوش میں آنا کیا ہے

اپنے عاشق کے لئے پھر سے اٹھادے پردہ　　مدّعا دل کا جو نکلے تو پھر تڑپنا کیا ہے

عقل ناقص ہے مری تجھ کو سمجھنے کے لئے　　عقل ناقص سے بھلا تجھ کو سمجھنا کیا ہے

آب و گلِ سے جو بنایا ہے مرے پتلے کو　　مٹی پانی سے گناہوں کا یہ ہونا کیا ہے

میرے قالب میں چھپا حکم ہے نادر تیرا　　غیر کی یاد کا اب دل میں سمانا کیا ہے

شرق سے غرب تلک عشق کا چرچا کردوں　　تیری توفیق ملے مجھ کو تو ہٹنا کیا ہے

شور برپا ہے مرے دل میں کہ تو ہے کیسا　　اک ذرا پردہ تو سرکا دے تو کہنا کیا ہے

شور فریاد فغاں زیب نہیں بندے کو　　پی کے اک گھونٹ بشر تیرا یہ بکنا کیا ہے

تیری منزل تو ابھی دور ہے تجھ سے رضوؔی　　پھر ترا مارے خوشی کے اچھلنا کیا ہے

چمک تیری اجالا تیرا

درد دل، پر یہ ترا رونا رلانا کیا ہے　　راہِ الفت میں قدم رکھ کے ہٹانا کیا ہے

سیم و زرلعل و گہر کی ہے حقیقت کتنی　　ان کو پانے کے لئے جان گھلانا کیا ہے

اپنے عشاق کی قاتل ہے یہ ظالم دنیا　　ایسی دنیا کے لئے جان گنوانا کیا ہے

عشق کی آگ ذرا اور بھڑک جا دل میں　　تیری لذت کے نشے کا تو ٹھکانا کیا ہے

جان و دل ہوش و خرد[1] سب پہ ہے قبضہ تیرا　　اب مرے دل میں کسی غیر کا آنا کیا ہے

ہے مرے دل کی تمنا کہ میں تجھ کو دیکھو　　اے مرے یار بتا تیرا ارادہ کیا ہے

اہل دل اہل نظر ہوش و خرد کھو بیٹھے　　تجھ کو دیکھے یہ مرے دل کا تقاضا کیا ہے

میرے دل میں ہے چمک تیری اجالا تیرا　　اس خزانے سے بڑا اور خزانہ کیا ہے

میں تیرے در پر مروں نام تیرا ہی لیکر　　آنکھوں میں اس کے سوا خواب سہانا کیا ہے

تجھ سے کہنے کو تو ہیں باتیں ہزاروں دل میں　　تو جو دل میں ہے مرے تجھ کو سنانا کیا ہے

چاند سورج کی طرح چمکے دلِ رضوؔی بھی　　دل کو اب اس کے سوا تجھ کو سنانا کیا ہے

[1] یہ ترکیب اعلیٰحضرت کی ہے۔

دل کو جلا جلا کر

تو ہے یہیں کہیں پر ہاں روبرو نہیں ہے | بازارِ عشق میں دل کی آبرو نہیں ہے
عاشق میں شور وغل ہے گردش میں ہے سُبو بھی | حیرت یہ ہے تو محفل میں دوبدو نہیں ہے
تیری گلی کا کرتا ہوں میں طواف کب سے | ایسا خفا ہے کرتا تو گفتگو نہیں ہے
دل کو جلا جلا کر ایمن کا طور کرتا | ملتا مجھے تو اے میرے خوبرو نہیں ہے
پی کر شرابِ الفت، تجھ سے کروں محبت | دیتا مجھے تو ایسا مینا سُبو نہیں ہے
جام و سُبو وہی ہیں محفل وہی ہے لیکن | رندوں میں ویسی مستی وہ ذکر ھوٗ نہیں ہے
آنکھوں سے تو اتر کر دل میں جگہ بنا لے | تیرے سوا کسی کی اب جستجو نہیں ہے
جادو بھری صدا سے دل کو مرے جگا دے | دل کو ترا بنا دے وہ خوش گلو نہیں ہے
بے کار ہے شکایت دنیا میں خوش گلو ہیں | تیری نگاہ رضوؔی کیوں کو بکو نہیں ہے

سب میں چھپا تو ہی تو ہے

مرے درد و غم کی دوا تو ہی تو ہے | نظر میں مرے اے خدا تو ہی تو ہے
زبانِ شجر میں، سمن کی مہک میں | مری جان میں ربِّ علیٰ تو ہی تو ہے
عیاں بھی تو ہی تو، نہاں بھی تو ہی تو | ہر اک دل میں جلوہ نما تو ہی تو ہے
بشر کی بصر میں، قمر کی ضیا میں | ضیا بار میرے خدا تو ہی تو ہے
مہکتی فضا میں، برستی گھٹا میں | نظارہ کوئی ہو چھپا تو ہی تو ہے
دکھا دے مرے دل کو جلوہ تو اپنا | کہ دل میں مرے مہ لقا تو ہی تو ہے
سبھی شے پہ قابض، مرے دل کے مالک | یہاں سے وہاں تک سدا تو ہی تو ہے
مریضِ محبت کی کر دے دوا تو | مرے دل کے غم کی دوا تو ہی تو ہے
زمیں سے زماں تک مکاں سے سما تک | صمد لم یلد جا بجا تو ہی تو ہے
مطہر، مبشّر، مُصوّر، مؤخر | احد اور یکتا سدا تو ہی تو ہے
پکارے گا تجھ کو شب و روز رضوؔی | کہ لا ریب حاجت روا تو ہی تو ہے

عشق میں مرنے کی سزا ہوتی ہے

میری آنکھوں کو نہیں اس کی لقا ہوتی ہے   دیدۂ تر کے ترسنے کی دوا ہوتی ہے
ہنس کے کہتے ہیں سا مجھ کو مری حالت پر   اس طرح عشق میں مرنے کی سزا ہوتی ہے
ڈھونڈتے پھرتے ہیں عاشق اُسے اس جا اس جا   اُس طرف خود چھپانے کی ادا ہوتی ہے
پاک اور صاف نہیں ہے مرے دل کا خطہ   جلوۂ یار کو آنے میں حیا ہوتی ہے
زندگی بار نہیں اس کی ولا کی خاطر   اُس کو پانے کی تمنا میں صدا ہوتی ہے
اے بشر اس کی طرف سے کبھی مایوس نہ ہو   ہجر میں رونے سے مقبول دعا ہوتی ہے
ہم تو رہتے ہیں تصور میں بسائے اسکو   پھول کانٹوں کے خیالوں میں خطا ہوتی ہے
سات پردوں میں چھپا رکھا ہے خود کو اس نے   در بدر ہم کو بھٹکنے کی رضا ہوتی ہے
راہِ مسدود مری راہ میں آکر ٹھہری   آزمانے کے لئے مجھ پہ بلا ہوتی ہے

منزلیں دور بہت دور ہیں مجھ سے رضوؔی
سوچتا ہوں تو مری جان فنا ہوتی ہے

کِھلا دے کلی

ترے عشق میں دل چہکتا رہے   ترے نام پر دل لپکتا رہے
کروں تیری جانب توجہ اگر   جو حائل ہے پردہ سرکتا رہے
دکھا دے ذرا سی جھلک تو اگر   مرے دل کا گلشن مہکتا رہے
بنائے نہ کوئی مرے دل میں گھر   ترے نام سے گھر چمکتا رہے
کبھی وہم میرے نہ پاس آسکے   کہیں دور مجھ سے بھٹکتا رہے
ترا نام قاہر نہ بھولوں کبھی   ترے خوف سے دل سِسکتا رہے
تری بندگی ماحصل ہو مرا   جبیں سے مری یہ جھلکتا رہے
کھلادے کلی میرے دل کی شہا   خوشی سے مرا دل دمکتا رہے
ترے نام پر دل فدا ہو مرا   تری دھن میں ہر شب بلکتا رہے

نہ بھولے ترا نام رضوؔی کبھی
ترے نام سے وہ چمکتا رہے

تری دُھن میں

تری یاد سے دل بہلتا رہے ترے عشق میں دل یہ جلتا رہے
نہ چھوڑوں تیرا گھر نہ تیرا نگر اگر چہ زمانہ بدلتا رہے
ترے نام سے دل سجایا کروں یہ جذبہ ہمیشہ اُبلتا رہے۔
خوشی کی نہ غم کی ہو پروا مجھے تری دُھن میں دل میرا لگتا رہے
تری یاد میں اشک بن کر گرے لہو میرے دل کا پگھلتا رہے
عدو سے جو پوچھوں حقیقت کبھی تو وہ بات سب سچ اگلتا رہے
چلے باد صر صر یا طوفانِ شر ترا بندہ بچ کر نکلتا رہے
تو کہدے مجھے ہے یہ عاشق مرا تو سُن کے مرا دل مچلتا رہے

قدم تیرے رضوؔی کا تیری طرف
وہ ہو صبح یا شام چلتا رہے

دیکھوں تجھے

میرے رب درد دل کی دوا چاہئے تیری رحمت سے مجھ کو شفا چاہئے
موج دریا میں کب سے ہوں غوطہ زن میرا دل مضطرب ہے بچا چاہئے
ساتھ لیکر چلے جو تری راہ میں ایسے بندوں سے میری لقا چاہئے
رشک کرتے ہیں جن کی ثنا پر ملک ایسی ہی لب پہ تیری ثنا چاہئے
بند آنکھیں کروں اور دیکھوں تجھے کوئی منظر نہ اس کے سوا چاہئے
تیرے ہر حکم کی مجھ سے تعمیل ہو چاہئے دل مگر باوفا چاہئے
میرے دل میں ترا نام ہر دم رہے فضل کا بحرِ جود و سخا چاہئے
دم بدم، روبرو حالِ دل میں کہو میرے قالب سے ایسی ندا چاہئے

تیری یادوں سے روشن ہو رضوؔی کا دل
تیری الفت سے ایسی وِلا چاہئے

رفو چاہیے

فصلِ گُل کو جگر کا لہو چاہیے
اس کے رخ کو مرا رنگ و بو چاہیے

تیری یادوں کا نشہ نہ اُترے کبھی
تیرے ہاتھوں سے مجھ کو سُبو چاہیے

جام و مینا مرے سامنے ہیں تو کیا
میرا ساقی مجھے روبرو چاہیے

پھر بلکنے لگا دل تری یاد میں
کہہ رہا ہیں میرا ماہ رُو چاہیے

جنگ کرتا رہوں نفسِ لمّارہ سے
میرے ہاتھوں میں تیغوں کی خو چاہیے

دل نے میرے تڑپ کر کہا موج سے
مجھ کو کشتی نہ ساحل لؤ چاہیے

مجھ پہ خود سے فدا خود دعا ہو گئی
مجھ کو اس کے سوا کیا عُلوّ چاہیے

ہاتھ باندھے کھڑا ہے چمن کا چمن
تیرے در سے اسے رنگ و بوُ چاہیے

پشت کر دے جو خواہش کی دیوار کو
ایسی ہمت مجھے میرے ھوُ چاہیے

جن کی سیرت خوشا جن کی صورت بھلی
ان کو غازہ نہ کوئی غلو چاہیے

درد دل کا مرے جب سُنا سنگ نے
کہہ اٹھا آہ اس کو رفو چاہیے

حال ماضی سے بہتر ہے رضوی ترا
اس سے بڑھ کر تجھے کیا نمو چاہیے